اشاعت نمبر:۱۰۵ سلسلہ: درس قرآن تاریخ:۵/ رمضان المبارک ۱۴۴۷

سلام کے آداب واحکام

اللہ رب العزت سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۶ -۸۷ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾۔

آیات کا ترجمہ

اور جب تمھیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو اس سے بہتر الفاظ میں جواب دو، یا وہی کہہ دو، بے شک اللہ ہر چیز کا محاسبہ فرمانے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ضرور تمھیں قیامت کے دن جمع فرمائے گا، جس میں کوئی شبہ نہیں، اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

خلاصہ آیات

تحیت حیات سے بنا ہے، حیات کا معنی ہے: زندگی، اور تحیت کا معنی ہے: زندگی کی دعا دینا، اور کسی کو حیاك اللہ کہنا، ہر زمانے میں تحیت کے لیے مختلف کلمات بولے جاتے رہے، دور جاہلیت میں صباح الخیر، حییتم، وغیرہ کلمات بولے جاتے تھے، جب کہ دور جدید میں صبح بخیر، گڈ مارننگ، آداب وغیرہ بولے جاتے ہیں، لیکن یہ تمام کلمات تحیت کے لیے ناکافی ہیں، کیوں کہ قرآن وحدیث میں تحیت کے لیے جو کلمات ذکر کیے گئے وہ ہیں: السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ۔[سورۂ نور:۶۱]

جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنے اہل کو سلام کرو، اللہ کی طرف سے بابرکت تحیت ہے

مزید فرمایا:

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾۔[سورۂ یونس: ۱۰]

جنت میں ان کی دعا ہوگی کہ اے اللہ! تیرے لیے پاکی ہے، اور جنت میں ان کی تحیت سلام ہوگی، اور ان کی گفتگو کا اختتام یہ کلمہ ہوگا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

ان آیات کے مطابق تحیت کے لیے سلام ضروری ہے، سلام کے بغیر تحیت پوری نہیں ہوتی، یہی انبیا اور ملائکہ کا سلام ہے، یہی اہل جنت کی تحیت ہے، لہٰذا سلام کو عام کیا جائے، اور یہ بھی واضح رہے کہ جس قدر کلمات سلام میں اضافہ ہوگا، اسی قدر ثواب میں اضافہ ہوگا، چناں چہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، اور کہا: السلام علیکم۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، وہ بیٹھ گئے، تو آپ نے فرمایا: دس، یعنی ان کے لیے دس نیکیاں ہیں۔

پھر دوسرے صحابی حاضر ہوئے، اور کہا: السلام علیکم ورحمت اللہ۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، وہ بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا: بیس، یعنی ان کے لیے بیس نیکیاں ہیں۔

پھر تیسرے صحابی حاضر بارگاہ ہوئے اور کہا: السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے ان کو جواب دیا وہ بھی بیٹھ گئے، حضور ﷺ نے فرمایا: تیس، یعنی ان کے لیے تیس نیکیاں ہیں[1]۔

اس حدیث پاک کے مطابق سب سے افضل سلام ہے: السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ یہی اسلامی تحیت ہے اور یہی مسنون سلام ہے۔ ان دنوں ایک نیا سلام رواج پارہا ہے، اور وہ ہے: السلام علیکم ورحمت اللہ تعالی وبرکاتہ، قرآن کریم میں رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ آیا ہے، التحیات میں بھی ورحمت اللہ وبرکاتہ منقول ہے، کتب احادیث میں جو سلام مذکور ہے اس میں کہیں بھی کلمۂ جلالت کے ساتھ تعالی کا اضافہ نہیں ہے، لہٰذا کلمۂ جلالت کے ساتھ تعالی کا اضافہ نہ کیا جائے، اور معروف ومسنون السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ ہی کو عام کیا جائے۔

سلام کی فضیلت میں بہت سے احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱)- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الإِسْلاَمِ خَيْرٌ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ[2]۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اسلام میں سب سے بہترین عمل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اسلام میں سب سے بہترین عمل یہ ہے کہ تم کھانا کھلاؤ، اور اسے بھی سلام کرو جسے پہچانتے ہو، اور اسے بھی کرو جسے نہیں پہچانتے ہو۔

یعنی اسلام کا بہترین عمل یہ ہے کہ کسی بھوکے کو کھانا کھلایا جائے، اور بلا تفریق ہر ایک کو سلام کیا جائے۔

(۲)- عَنْ أَبِی أَیُّوبَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِی يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ[3]۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ مدت کے لیے قطع تعلق کرلے، اس طور پر کہ یہ اس سے اعراض کرے اور وہ اس سے، اور ان دونوں میں زیادہ بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ ذاتی رنجش، آپسی اختلاف یا دنیاوی مفاد کی خاطر اپنے مسلمان بھائی سے تین دن تک قطع تعلق کرلے، اگر کبھی اس طرح کا معاملہ ہوجائے تو تین دن مکمل ہونے سے پہلے آپسی اختلاف ختم کرکے ملاقات کرلے، اس ملاقات سے عزت میں کمی نہیں ہوگی، بلکہ ایسا بندہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا جو سلام میں پہلے کرے، اور ملاقات کے لیے ہاتھ بڑھائے۔

قرآنی تعلیمات کی نشرواشاعت کے لیے

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری کے مقالات ومضامین کا مطالعہ کرتے رہیں

1- سنن ترمذی، کتاب الاستئذان، حدیث نمبر: ۲۶۸۹
2 - صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، حدیث نمبر: ۶۲۳۶
3 - صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، حدیث نمبر: ۶۲۳۷

ویسے یہ نوبت اسی وقت آتی ہے جب بندہ سلام کی اہمیت نہیں سمجھتا، سلام کی فضیلت واہمیت کیا ہے درج ذیل حدیث میں دیکھیں

(۳)- عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لاَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ [4]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم مومن نہ ہوجاؤ، اور تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں کہ جس کی بدولت تم آپس میں محبت کرنے لگو، آپس میں سلام کو عام کرو۔

۲- سلام میں پہل کرنا سنت ہے، لہذا بلاتفریق ہر شخص کو سلام کیا جائے، خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، لیکن سلام کے آداب سے یہ ہے کہ چھوٹا، بڑے کو سلام کرے، سوار، پیدل کو کرے، پیدل، بیٹھے کو کرے، قلیل، کثیر کو کرے، یعنی چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔

۳- جب کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب ہے، جواب میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ جس لفظ سے سلام کیا جائے اس سے بہتر الفاظ میں جواب دے، یہ نہ ہوسکے تو کم از کم انھی الفاظ میں جواب دیا جائے، اس سے کم پر اکتفا نہ کیا جائے، یعنی اگر کوئی السلام علیکم کہے، تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته کہے۔

اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمت اللہ کہے، تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته کہے۔ اور اگر کوئی السلام علیکم ورحمت الله وبرکاته کہے، تو جواب میں بھی وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته کہے، اس پر مزید اضافہ نہ کرے، کہ یہی سلام کا اختتام ہے۔

۴- سلام کا جواب سلام سے دینا ضروری ہے، بعض افراد سرے سے جواب نہیں دیتے، کچھ افراد جواب میں ہاتھ یا سر ہلا دیتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو سلام کے جواب میں خیریت پوچھ لیتے ہیں، یہ تمام طریقے خلاف سنت اور ناجائز ہیں، ایسے ہی افراد کے لیے تنبیہ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾۔

بے شک اللہ ہر چیز کا محاسبہ فرمانے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ضرور تمھیں قیامت کے دن جمع فرمائے گا، جس میں کوئی شبہ نہیں، اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

۵ - بعض مواقع پر سلام کرنا منع ہے، اگر کوئی ان حالات میں سلام کرلے تو جواب دینا ضروری نہیں، اور وہ حالات یہ ہیں:

تلاوت قرآن، ذکر و دعا، درود و سلام، اذان واقامت، خطبہ جمعہ و عیدین، وعظ و نصیحت اور تعلیم و تعلم کے دوران سلام نہ کیا جائے، یوں ہی جماعت کے انتظار میں بیٹھے حاضرین مسجد کو سلام نہ کیا جائے۔ اسی طرح جو کھانے میں مصروف ہو، قضائے حاجت کے لیے گیا ہو، یا غسل خانے میں ہو اسے سلام نہ کیا جائے کہ سلام کا وقت نہیں۔ یوں ہی اگر کوئی شطرنج کھیل رہا ہو، یا علانیہ فسق کرتا ہو، اسے سلام نہ کیا جائے، تاکہ اسے نصیحت ملے اور فسق سے توبہ کرے۔ [خلاصہ از بہار شریعت، حصہ ۱۶، سلام کا بیان]

اللہ رب العزت سلام کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

---

4 - سنن ترمذی، کتاب الاستئذان، حدیث نمبر: ۲۹۰۴